

والے قطعے تھے۔ گویا ۱۸۴۱ء سے ۱۸۴۷ء تک اردو زبان میں ان کے سوا کچھ نہ تھا۔ پھر ۱۸۶۱ء تک طبع دیوان کی نوبت نہ آئی۔

۳۔ ۱۸۴۷ء سے ۱۸۵۷ء تک جو کچھ کہا تھا از یادہ تر مشہور غزلیں اسی دور میں کہی گئی تھیں، وہ سب قلمی نسخوں میں مرقوم ہوا، جو ۱۸۵۷ء کے ہنگامے میں تلف ہو گئے اور آغا زہنگامہ سے کچھ مدت پیشتر غالب نے اپنے اردو دیوان کا ایک نسخہ خوش نویس سے لکھوا کر نواب یوسف علی خاں والی رام پور کے پاس بھیج دیا تھا۔ ۱۸۶۰ء میں رام پور گئے تو اس نسخے کی نقل لے آئے۔ اسے پہلے میرٹھ میں چھپنے کے لیے دیا۔ پھر منشی شیونرائن آرام کے پاس آگرہ بھیج دیا۔ وہاں طباعت میں تاخیر ہوئی تو مرزا غالب نے دیوان کا ایک اور نسخہ دہلی میں مولوی محمد حسین خاں تحسین کے حوالے کر دیا۔ چنانچہ دیوان تیسری مرتبہ مطبع احمدی واقع شاہدرہ (دہلی) میں بہا ہتمام اموجان طبع ہو کر ۲۰۔ محرم الحرام ۱۲۷۸ھ (۲۸ جولائی ۱۸۶۱ء) کو شائع ہوا۔ اس میں کل ایک ہزار سات سو چھیانوے اشعار تھے۔

۴۔ اس دیوان کا خط بھی اچھا نہ تھا نیز غالب کی روش کے خلاف بہت سے الفاظ ملا کر لکھے گئے تھے۔ اور غلطیاں بہت رہ گئی تھیں، اس لیے کہ کاتب نے تصحیح کا پورا خیال نہیں رکھا تھا۔ مرزا غالب نے مطبوعہ دیوان کی خود تصحیح کی اور اس میں چھ شعر بڑھا دیئے، جو غالباً مطبع احمدی والے نسخے کی طباعت کے بعد کسے گئے تھے۔ یہ نسخہ مولوی محمد حسین خاں تحسین کے ذریعے سے پھلپے کے لیے مطبع نظامی واقع کان پور میں بھیج دیا، جس کے مالک محمد عبدالرحمن خان بن حاجی محمد روشن خاں تھے۔ یہ دیوان ذی الحجہ ۱۲۷۸ء میں یعنی مطبع احمدی والے نسخے سے قریباً ۹ ماہ بعد چھپا۔ جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے۔ اس کے کلی اشعار ایک ہزار آٹھ سو دو تھے۔ (۱۷۹۶ + ۶)

۵۔ اس دوران میں منشی شیونرائن آرام نے بھی طباعت شروع کر دی تھی امدان کے مطبع میں دیوان ۱۸۶۳ء میں مکمل ہوا۔ یہ دیوان نسخہ رام پور کے مطابق تھا۔

۶۔ لالہ جے نرائن تاجر کتب دہلی نے سید ظہیر دہلوی سے کہہ کر غالب، ذوق اور مومن کے دیوانوں کا انتخاب مرتب کر دیا تھا، جس کا نام ”نگارستان سخن“ لکھا تھا۔ یہ کتاب سید ظہیر